خطباء کرام وائمہ مساجد کی رہنمائی کے لیے

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے جاری اہم سلسلہ

خطبہ جمعہ

سلسلہ نمبر 56

برائے 22 جنوری 2021

امید اور خوف

سلسلہ خطبۂ جمعہ نمبر: ۵۶ تاریخ: ۲۲ / جنوری ۲۰۲۱ء بروز جمعہ

امید اور خوف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (سورہ الم سجدہ، آیت: ۱۶) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

آپ اگر قرآن مجید کی سمجھ کر تلاوت کرتے ہوں تو آپ کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ قرآن مجید کی اکثر آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کی صفات اور اس کی بڑائی اور بزرگی کا تذکرہ ہے، مکہ مکرمہ میں جو آیتیں اتریں، جو سورتیں اتریں انہیں مکی آیتیں اور مکی سورتیں کہا جاتا ہے۔ ان مکی آیتوں اور سورتوں میں احکامات نہیں ہیں، احکامات کا مطلب ان میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ کرو، یہ مت کرو، بلکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کا بیان ہے۔ توحید کا بیان ہے۔ آخرت کا اور نبوت ورسالت کا بیان ہے، آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ترتیب اس لئے رکھی ہے تاکہ پہلے انسانوں کے دلوں میں اللہ پاک کی عظمت وبزرگی پیدا ہو جائے۔

امید اور خوف

انسان کسی کا حکم مانتا ہے تو دو بنیادوں پر مانتا ہے، یا تو اس کو کسی چیز کا خوف ہو یا کسی چیز کی امید ہو، جب اللہ کی طاقت وقدرت اس کی عظمت، انسان کے دل میں آئے گی تو لامحالہ اس کے دل میں اللہ کا خوف بھی آئے گا اور اللہ تعالیٰ سے امید بھی پیدا ہوگی۔ انسان یہ سمجھے گا کہ جب ساری طاقت وقوت اللہ کے پاس ہے، سارے خزانے اللہ کے پاس ہیں، تو وہی مجھ کو عطا کر سکتا ہے، نواز سکتا ہے، اور جب ساری قوت اس کے قبضے میں ہے تو وہ اللہ میری غلطی پر مجھے سزا دے سکتا ہے۔ قرآن مجید میں آپ پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کئی مقامات پر اپنے نیک بندوں کے تذکرے میں بیان کی ہے کہ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ان کے دل میں اللہ کا ڈر بھی ہے اور اللہ سے امید بھی ہے۔ اسی لئے ہمارے علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ کہ ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے۔ انسان کو اللہ کا ڈر بھی ہو اور انسان کو اللہ سے امید بھی ہو۔

امید اور خوف کے بارے میں حضرت عمر ابن خطابؓ کا ارشاد

سیدنا عمر ابن خطابؓ کے بارے میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اس بات کا اعلان ہوگا کہ آج سارے لوگ بخش دئے جائیں گے، صرف ایک شخص کو معاف نہیں کیا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو میں یہ سمجھوں گا کہ وہ ایک شخص عمر ابن خطاب ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اس بات کا اعلان ہو کہ آج سارے لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا صرف ایک شخص کو بخشا جائے گا تو مجھے اللہ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں گا، ایک طرف اپنے اعمال سے اندیشہ اس درجے کا کہ ساری مخلوق بخش دی جائے تب بھی اپنی مغفرت کے بارے میں ان کو یہ اندیشہ ہے کہ میری مغفرت نہیں ہوگی، لیکن اللہ کی رحمت پر بھروسہ اتنا کہ اگر ساری مخلوق کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا تب بھی مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دے گا۔ اسی کو کہا گیا: اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے، اور قرآن کریم میں کہا گیا یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا اللہ کے اچھے بندے وہ ہیں جو اپنے پروردگار کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، صرف خوف بھی نہیں صرف امید بھی نہیں۔

زیادہ امید کی وجہ سے گناہ میں نہ پڑیں

آپ قرآن مجید کی سورہ فاتحہ ہر نماز میں تلاوت کرتے ہیں یا امام صاحب سے تلاوت سنتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفات اور تعریف اس میں بیان کی گئی، اور صفات میں جو اعلیٰ ترین صفت ہے یعنی صفت رحمت اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ بے حد مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے اس کے بعد فوراً یہ بات فرمائی مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اللہ انصاف کے دن کا مالک ہے، گویا کہ ایک طرف اللہ نے اپنی رحمت سے امید بھی دلائی کہ کبھی مایوس نہ ہونا، میں رحمن بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں ،لیکن میری رحمت پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ کر کے گناہوں میں مت لگ جانا، اس لئے کہ میں مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن بھی ہوں۔ قیامت کے دن کا مالک ہوں، قیامت کے دن ایک ایک چیز کا حساب لوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر دنیا میں کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ کی بکری کو سینگ ماری تو قیامت کے دن اللہ دونوں بکریوں کو زندہ کرے گا، اور بغیر سینگ کی بکری کو سینگ عطا کرے گا اور کہے گا کہ اس سے بدلا لے لے، اور جب وہ بدلہ لے چکے گی تو پھر دونوں پر اللہ تعالیٰ موت طاری کر دے گا، غور کرنے کی بات ہے کہ جب اللہ جانوروں تک کو انصاف دلائے گا تو انسانوں کو بھی اللہ ضرور انصاف دلائے گا۔

آخرت کا خوف اپنے اندر پیدا کریں

اللہ انصاف کے دن کا مالک ہے اور انصاف کے دن اللہ تعالیٰ سب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گا۔ آج اگر کسی شخص کو کوئی تکلیف دے رہا ہے، آج اگر کسی کو کوئی ستا رہا ہے، آج اگر کوئی کسی کا حق مار رہا ہے، آج اگر کوئی کسی کے ساتھ منافقت برت رہا ہے، اگر کوئی کسی کے ساتھ زیادتی کا معاملہ کر رہا ہے، آج اگر کسی کے بارے میں ہمارے دل میں بغض ہے، کینہ کپٹ ہے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سارا معاملہ سامنے لے آئے گا، اور انصاف کرے گا، جس پر زیادتی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا حق دلائے گا۔

حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اس وقت تک ابن آدم کے قدم اپنی جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے جب تک کہ وہ چار سوالوں کے جواب نہ دے لے۔ زندگی کہاں گزار کر آیا؟ جوانی کہاں کاٹ کر آیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ جب تک ان سوالوں کا جواب انسان نہیں دے لے گا، اس کے قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہر شخص کو اپنے عمل کا حساب دینا ہے۔ اللہ کے یہاں پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت

اللہ پاک نے ایک طرف یہ فرمایا کہ میں رحمن بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں، اور اسی کے ساتھ یہ فرمادیا کہ میں انصاف کے دن کا مالک ہوں۔ گویا کہ ایک طرف رحمت سے امید دلائی اور دوسری طرف قیامت کے دن سے ڈرادیا اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَاءِ ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے اللہ سے ڈرنا بھی ہے اور اللہ سے رحمت کی امید بھی رکھنی ہے اور یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی ہے کہ طاقت وقدرت کی مالک ذات اگر کسی کی ہے تو وہ اللہ ہے۔ شروع میں آیتیں اور سورتیں اتریں، ان میں اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کو زیادہ بیان کیا گیا تاکہ انسان کے دل میں اللہ کی عظمت آئے، جب عظمت آئے گی تب انسان اللہ کا حکم مانے گا، جب عظمت آئے گی تب انسان اللہ کے آگے جھکے گا، اس لئے آپ قرآن مجید میں غور کیجئے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کو زیادہ بیان کیا گیا اور اس لئے بھی کہ انسان کو اپنی حقیقت معلوم ہوجائے، انسان سمجھ لے کہ وہ کیا ہے، کیوں بار بار قرآن مجید میں کہا گیا کہ انسان اپنی پیدائش پر غور کر لے، کیوں قرآن میں کہا گیا کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا، کیوں قرآن میں یہ کہا گیا کہ تم کچھ جانتے نہیں تھے، ہم نے تم کو سکھایا، کیوں قرآن میں یہ بات کہی گئی کہ تمہارے بس میں کوئی چیز نہیں ہے، تم سب فقیر اور محتاج ہو تم سب اللہ کے آگے بے بس ہو۔ کیوں بار بار قرآن میں یہ دہرایا گیا کہ ہدایت انسانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیوں یہ بات کہی گئی کہ وہ ہوگا جو اللہ چاہے گا، جو تم چاہو گے وہ نہیں ہوگا، کیوں یہ بات کہی گئی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہ چیزوں پر قدرت رکھنے والی ذات تو اللہ کی ہے، انسان طاقت وقدرت کا مالک نہیں ہے، اللہ طاقت وقدرت کا مالک ہے۔ یہ بات کیوں فرمائی گئی کہ دنیا میں جتنے جھوٹے خداؤں کی پرستش اور پوجا کی جاتی ہے اگر وہ سب کے سب ایک جگہ اکٹھا ہوجائیں اور چاہیں کہ ایک مکھی پیدا کریں، نہیں پیدا کر سکتے۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ جو مانگ رہا ہے وہ بھی کمزور ہے اور جس سے مانگا جارہا ہے وہ بھی کمزور ہے۔ طاقتور ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیَاۃً وَّ لَا نُشُوْرًا جتنے دنیا میں جھوٹے خدا ہیں نہ ان میں سے کسی کے پاس زندگی دینے کی طاقت ہے، نہ موت دینے کی صلاحیت ہے اور نہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانے کے وہ مالک ہیں۔ قدرت تو اللہ کے پاس ہے۔

انسان کی بے بسی

یہ دونوں چیزیں ذہن میں رکھئے کہ طاقت وقدرت کا مالک اللہ ہے اور انسان ضعیف اور کمزور ہے وہ چاہے بادشاہ ہو، چاہے کسی بڑے سے بڑے منصب پر ہو، چاہے بہت دولت مند ہو، لیکن وہ بے بس ہے، قرآن پاک میں کہا گیا: اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ! تم سب اللہ کے آگے محتاج ہو۔

انبیاء علیہم السلام جو اس کائنات میں اللہ کے منتخب بندے ہیں، ان کے بارے میں آپ قرآن میں پڑھئے، موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر نے کہا رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ اے پاک پروردگار! جو خیر آپ عطا فرمائیں میں اس کا محتاج ہوں، فقیر ہوں، لفظ استعمال کیا گیا کہ فقیر ہوں۔ محتاج ہوں، انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ بات کہی گئی، حضور نبی کریم ﷺ تشریف رکھتے تھے، ایک شخص نے کہہ دیا: مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ شِئْتَ اللہ کے رسول! وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے اور جو آپ چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ناراض ہوگئے، آپ نے ارشاد فرمایا: قُلْ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا کہو جو تنہا اللہ چاہے گا وہ ہوگا کیا تم نے مجھ کو اللہ کا شریک بنالیا؟

حضور ﷺ کی عاجزی بھری دعا

نبی کریم ﷺ دعا میں کہتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَرٰی مَکَانِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَ اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ ابْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَ اَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَشَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَ فَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ وَ ذَلَّ لَکَ جَسَدُہٗ وَ رَغِمَ اَنْفُہٗ لَکَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَ کُنْ بِیْ رَؤُفًا

رَحِیماًیَاخَیرَ الْمَسْئُولِینَ وَیَاخَیرَ الْمُعْطِینَ

ترجمہ: اے اللہ! تو میری بات سن رہا ہے اور میری جگہ دیکھ رہا ہے، میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، میری کوئی بات تجھ سے چھپی نہیں اور میں سختی میں مبتلا ہوں، فریاد کرنے والا پناہ کا طالب ہوں، خوف زدہ ہوں، لرز رہا ہوں، اپنے گناہوں کا پورا پورا اقرار کرتا ہوں، تجھ سے سوال کرتا ہوں، جس طرح مسکین سوال کرتا ہے، گڑگڑاتا ہوں تیرے سامنے ذلیل مجرم کی طرح اور تجھ کو پکارتا ہوں جیسا ایک مصیبت زدہ ڈرنے والا پکارتا ہے اور اس کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور جس کے آنسو جاری ہوں اور جس کا سارا جسم تیرے سامنے ذلیل پڑا ہوا اور اس کی ناک خاک آلود ہو، اے اللہ! آپ مجھے مانگنے میں محروم نہ فرما اور میرے لئے بڑے مہربان اور رحیم ہوجا، اے اللہ! سوال کئے جانے میں اور بخشنے والے میں آپ سب سے بہتر ہیں۔

غور کیجئے! یہ کہنے والی شخصیت کن کی ہے؟ وہ جن کا مقام کائنات میں اللہ کے بعد سب سے بڑا ہے۔حضور ﷺ سے زیادہ عظمت اور بزرگی والا اور کون ہے؟ آپ سے بڑھ کر کائنات میں اللہ تعالیٰ کا محبوب اور کون ہے؟ آپ ﷺ سے زیادہ بہترین اخلاق والا انسان کون ہے؟ آپ سے زیادہ کائنات کے لئے نفع بخش اور کون ہے؟ لیکن آپ فرما رہے ہیں کہ اللہ میں اس انسان کی طرح مانگتا ہوں جو نابینا ہو، فقیر ہو، محتاج ہو، آپ کے آگے گڑگڑاتا ہو۔

جو مانگیں رب سے مانگیں!

آپ ﷺ نے بتا دیا کہ ایک ذات ہے جس سے سوال کیا جائے گا اور وہ اللہ کی ذات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابن عباس سے کہا کہ بیٹا! اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللہ مانگنا ہو اللہ سے مانگنا، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللہِ اور جب مدد طلب کرنی ہو اللہ سے مدد طلب کرنا۔ یاد رکھنا، اگر ساری کائنات کسی ایک میدان میں اکٹھا ہوجائے اور وہ یہ چاہے کہ تجھ کو نقصان پہنچائے، نہیں نقصان پہنچا سکتی ہے مگر یہ کہ اللہ نے وہ نقصان تیری تقدیر میں لکھ دیا ہو، اور اگر ساری کائنات کے لوگ کسی میدان میں اکٹھا ہوجائیں اور یہ چاہیں کہ تجھ کو فائدہ پہنچائیں، نہیں پہنچا سکتے، مگر یہ کہ اللہ نے وہ نفع تیری تقدیر میں لکھ دیا ہو۔ اللہ کا فیصلہ نافذ ہوگا، انسانوں کی چاہت سے کچھ نہیں ہوگا، سارے انسان مل کر اگر چاہیں کہ کسی کو ذلیل کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے، سارے انسان مل کر چاہیں کہ کسی کو عزت دے دیں تو نہیں دے سکتے، ساری دنیا کے انسان چاہیں کہ کسی کو اقتدار دیں نہیں دے سکتے، ساری دنیا کے انسان چاہیں کہ کسی سے اقتدار چھین لیں نہیں چھین سکتے، کرنے والی ذات اول و آخر اللہ کی ہے، اللہ کے علاوہ کوئی کرنے والا نہیں ہے۔

دوڑو اپنے رب کی طرف

اسی لئے آج کے ان مشکل حالات میں مسلمانوں سے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اللہ سے اپنا تعلق جوڑیں، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے ظاہری تدبیریں ضرور کرنی چاہئے، یہ دنیا دار الاسباب ہے، ہمیں اسباب کے درجے میں کوشش کرنی چاہئے، اور ہر مؤثر قدم اٹھانا چاہئے، لیکن ان ظاہری تدبیروں سے ہم کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک کہ اللہ کو ہم راضی نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ واستغفار کئے بغیر، اللہ سے مدد مانگے بغیر، اپنے عمل کی اصلاح کئے بغیر، اللہ کے آگے گرم آنسو بہائے بغیر ہماری تقدیر بدل نہیں سکتی۔ ہمارے حالات بدل نہیں سکتے، صرف جلسوں سے، صرف احتجاج سے، صرف نعروں سے، صرف جذبات سے، صرف بہت اچھی اچھی تقریریں کرنے سے قوموں کی تقدیر کبھی نہیں بدلتی، قوموں کی تقدیر بدلتی ہے اللہ کے فیصلے سے، اور اللہ کے فیصلے رحمت کے آتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع کرنے سے، اللہ کی طرف جب ہم رجوع کریں گے تب اللہ کی مدد شاملِ حال ہوگی، جب ہم اللہ کے آگے گڑگڑائیں گے تب اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے گا، جب ہم اعتراف کریں گے کہ اللہ ہم بے تدبیر ہیں، ساری تدبیریں آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، اللہ ہم کمزور ہیں، آپ طاقت والے ہیں، اللہ ہم بے سروسامان ہیں اور آپ مسبب الاسباب ہیں، اللہ ہم سارے دروازوں سے ٹھکرائے ہوئے ہیں، اور آپ کا در وہ ہے جہاں سے سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاتا، اللہ ہم آپ کے حضور میں اپنے عجز کو، اپنی عاجزی کو اپنی کمزوری کو پیش کرتے ہیں اور آپ کی طاقت وقوت سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری مدد کریں گے، تب اللہ کی مدد آئے گی۔

یاد رکھیں! صرف باتیں بنانے سے اللہ کی مدد نہیں آئے گی، ہم نمازیں چھوڑتے رہیں، نافرمانی کرتے رہیں، گھنٹوں موبائل پر برباد کرتے رہیں، نگاہ اور دل کی خیانت میں مبتلا رہیں، اعمال ہمارے اچھے نہ ہوں، اخلاق ہمارے بگڑے ہوئے ہوں، معاملات صاف نہ ہوں، حقوق ادا کرنے کی عادت نہ ہو، اور اس کے بعد ہم یہ چاہیں کہ ہماری حالت سدھر جائے، ہم پر آئی ہوئی مصیبتیں دور ہوجائیں، کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے جڑے بغیر، اللہ کی مدد کے بغیر ہمارے مسائل حل نہیں ہونے والے، مسائل حل کرنے والی ذات تنہا اللہ کی ہے، اس لئے ان مشکل حالات میں جب کہ پورے ملک میں ایک اضطراب ہے، ایک بے چینی پھیلی ہوئی ہے، ایسے وقت میں ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اپنے وجود کے لئے، اسلام اور مسلمانوں کے لئے اللہ کے آگے عاجزی کے ساتھ، الحاح وزاری کے ساتھ گڑگڑا کر، ہاتھ پھیلائیں۔

اپنا محاسبہ کریں!

ہم بار بار اللہ سے مانگیں اور اپنا احتساب کریں، جائزہ لیں کہ ہم سے کہاں غلطی ہورہی ہے، اپنے آپ کو درست کریں، قرآن میں کہا گیا: يٰاَيُّها الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ اے ایمان والو! اپنی اصلاح کی فکر کرلو، اپنی ذات کی فکر کرو، دوسروں سے پہلے اپنے آپ کی فکر کرو، دیکھو کہ تم میں کیا غلطی ہے، تم میں کیا خامی ہے؟ اس پر نظر کرو، جمعہ کا دن تھا، ایک بزرگ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، اچانک ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا وہ کھڑے ہوگئے، اپنے جوتے کو دیکھ رہے ہیں، اتنے میں ان کا کوئی عقیدت مند قریب آیا، کہنے لگا: حضرت! کیا ہوگیا؟ وہ کہنے لگے کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ اس نے کہا کہ میں فوراً بازار سے نئے جوتے لا دیتا ہوں، حضرت نے کہا میں اس لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں کہ کوئی جوتا لا کر دے تو میں آگے جاؤں، جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو میں کھڑے ہوکر یہ غور کرنے لگا کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی جس کی وجہ سے یہ مصیبت مجھ پر آئی ہے، جب میں نے ذہن دوڑایا تو مجھے یہ خیال آیا کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے، آج میں نے غلطی سے غسل مسنون چھوڑ دیا ہے اس کی سزا کے طور پر یہ جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہے۔ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ گیا تو ان کا ذہن اس طرف گیا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔

صحابہ کا مزاج

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ صحابہ میں اونچے مقام کے صحابی ہیں، ایک مرتبہ بیمار ہوئے، صحابہ عیادت کے لئے آئے، لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ کو کیا شکایت ہے؟ کیا بیماری ہے؟ کیا تکلیف ہے؟ تو انہوں نے کیسا جواب دیا، فرمایا: مجھ کو میرے گناہوں کی بیماری ہے، گناہ کی وجہ سے میں بیمار ہوا ہوں۔ یہ صحابہ کا مزاج ہے کہ اگر ان پر کوئی چھوٹی تکلیف بھی آرہی ہے تو وہ اپنے آپ کا جائزہ لیتے ہیں کہ ہم سے کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی۔ آج ہم میں سے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات کا جائزہ لے اور زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کا اہتمام کرے، پابندی کے ساتھ پنج وقتہ نمازیں ادا کرے، شرعی احکام کو اپنی گھریلو اور سماجی زندگی میں نافذ کرے۔ تاکہ اللہ پاک کی رحمت ہماری جانب متوجہ ہو، اور ہماری مشکلیں آسان ہوں!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

جاری کردہ: سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

8788657771